
Dec, 1974
مسجد نور
علی پور سیداں شریف
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر
نگران اعلیٰ
جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب
مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

رحمۃ اللہ علیہ

انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے



پروفیسر محمد عاطف
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی

شیخ معزالدین فاؤنڈیشن لاہور

1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April



بسرپرستی مولٰنا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بنظرِ عنایت

حضرت مولٰنا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

بنظرِ عاطفت

حضرت مولٰنا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

ماھنامہ

اَنوارُالصُّوفیہ

قصور (کوٹ عثمان خاں)

ایڈیٹر غلام رسول گوہر

جلد ۶۸ دسمبر ۱۹۷۶ء مطابق ذیقعد ۱۳۹۶ھ شمارہ ۱۲

بدل اشتراک

سالانہ چندہ	۱۰	روپے
معاونین سے	۲۰	"
سرپرست حضرات سے	۱۰۰	"

دائرے میں سرخ نشان آپ کا چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ امید ہے آپ حسب سابق سرپرستی فرمائیں گے۔ گوہر

غلام رسول گوہر پبلشر نے لاہور آرٹ پریس انارکلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ کوٹ عثمان خاں قصور سے شائع کیا۔

ترتیب



سید کونینؐ تیرے جاں نثاروں کو سلام
یعنی گردونِ نبوت کے ستاروں کو سلام

انبیاء کے بعد شہرہ ہے انہیں کے نام کا
جن کی محنت سے پھلا پھولا چمن اسلام کا

اُن حجازی غازیوں کو شہ سواروں کو سلام
سید کونینؐ تیرے جاں نثاروں کو سلام

جن کی ہیبت سے لرزتے کفر کے ایوان تھے
جن سے لرزاں شام و روم و فارس و ایران تھے

ان خلافت راشدہ کے تاجداروں کو سلام
سید کونینؐ تیرے جاں نثاروں کو سلام

جن کا حملہ دشمنوں کو موت کا پیغام تھا
اِس زمیں پر کفر جن سے لرزہ براندام تھا

حق کی خوشنودی کے مخلص خواستگاروں کو سلام
سید کونین تیرے جاں نثاروں کو سلام

جب کہیں باطل سے ٹکراتے تھے حق کے پاسباں
حق پرستوں کے تماشے دیکھتا تھا آسماں

ان کی تیغوں کی چمکتی تیز دھاروں کو سلام
سید کونینؐ تیرے جاں نثاروں کو سلام

ان کی کوشش سے ہمیں قرآن کی دولت ملی
اُن کی ہمت سے رسول اللہ کی سنت ملی

اُن رسولِ ہاشمی کے رازداروں کو سلام
سید کونینؐ تیرے جاں نثاروں کو سلام

ان میں صدیقؓ و عمرؓ کی امتیازی شان ہے
ہو گئے اُس گھر میں جس پر خلد بھی قربان ہے

گنبدِ خضرا کی رونق کو بہاروں کو سلام
سید کونینؐ تیرے جاں نثاروں کو سلام

ہر قدم ان کا خدا کے حکم کی تعمیل تھی
ان کے ہر قول و عمل میں دین کی تکمیل تھی

دعوتِ دینِ خدا کے شاہکاروں کو سلام
سید کونین تیرے جاں نثاروں کو سلام

دین کی خاطر نہ کمتر فکر مال و جان کی
ان صحابہ کی محبت جزو ہے ایمان کی

رحمت للعالمین کے پاسداروں کو سلام
سید کونین تیرے جاں نثاروں کو سلام

سعادت الدارین

ترجمہ تفسیر جلالین

وَمِنْهُمْ اور ان میں سے (یعنے یہود) اُمِّيُّونَ : ان پڑھ ہیں (اس سے مراد ان کے عوام ہیں) لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ وہ نہیں علم رکھتے کتاب کا (کتاب سے مراد تورات ہے) اِلَّا لیکن اَمَانِيَّ جھوٹی باتیں (جو اپنے سرداروں سے سنی ہوئی ہیں۔ اور ان پر اعتماد کئے ہوئے ہیں) وَاِنْ هُمْ اور نہیں ہیں وہ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے ذکر کے انکار میں جس کو وہ اپنی طرف سے گھڑتے ہیں) اِلَّا يَظُنُّونَ : مگر وہ گمان کرتے ہیں (ان کے پاس علم و یقین نہیں۔ فَوَيْلٌ پس سخت عذاب ہے۔ لِلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ : ان کے لئے جو لکھتے ہیں کتاب کو اپنے ہاتھوں سے (یعنی کتاب میں اپنی طرف سے باتیں بنا کر لکھتے ہیں) ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۔ پھر وہ کہتے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ تاکہ بدلیں اس کے ساتھ۔ تھوڑا مال دنیا کا (یہ ذکر ان یہودیوں کا ہے جنہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت جو تورات میں ہے اور آیت رجم اور اس کے سوا اور بھی کئی آیتیں بدل ڈالی تھیں۔ اور جس مفہوم پر ان کو نازل کیا گیا تھا اس کے خلاف انہوں نے ان کو لکھا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ پس سخت عذاب ہے ان کے لئے۔ اس چیز سے کہ ان کے ہاتھوں نے لکھا (یعنے اپنے پاس سے اسکی تخلیق کی) وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ...... اور سخت عذاب ہے ان کے لئے اس چیز سے کہ وہ کماتے ہیں (رشوت سے) وَقَالُوْا : اور انہوں نے کہا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آگ کے عذاب سے آگاہ کیا۔ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ ہرگز نہیں پہنچے گی آگ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۔ مگر گنے ہوئے دنوں تک (یعنے تھوڑے سے دن کہ وہ چالیس دن ہیں۔ کہ ان کے باپوں نے اتنے ہی دن بچھڑے کی پوجا کی تھی۔ پھر آگ کا عذاب زائل ہو جائے گا) قُلْ اَتَّخَذْتُمْ ۔ کہہ (اے محمد ان کو) کیا تم نے لیا ہے

(اتخذتم کے اول سے ہمزہ استفہام پر اکتفا کرتے ہوئے ہمزہ وصل حذف کر دیا گیا ہے) عِنۡدَ اللّٰہِ عَہۡدًا ۔ اللہ کے نزدیک عہد (یعنی اس بات پر جو تم کہتے ہو۔ تم نے کوئی دستاویز حاصل کی ہے) فَلَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰہُ عَہۡدَہٗ ...... کہ پس اللہ ہرگز خلاف نہیں کرے گا اپنے عہد کا۔ (جو ساتھ اس بات کے ہے) (مطلب یہ ہے کہ ان کا ایسا کوئی عہد نہیں۔ اَمۡ: بلکہ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۔ تم کہتے ہو اللہ پر وہ بات جس کو تم نہیں جانتے۔ ہاں چھوئیگی تمہیں آگ اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ مَنۡ کَسَبَ سَیِّئَۃً جس نے کمایا برائی کو (یعنے شرک کو) وَّ اَحَاطَتۡ بِہٖ خَطِیۡٓئَتُہٗ اور گھیرا اس کو اس کے گناہ نے۔ لفظ افراد اور جمع کے ساتھ پڑھا گیا۔ (مطلب یہ ہے کہ اس کے گناہ نے اس کو ہر طرف سے گھیرا بایں طور کہ وہ مشرک ہ[1] یہاں تک کہ اس کو موت آگئی۔ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ : پس یہ ہیں وہ جو دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (ھُمۡ کی ضمیر میں مَن کے معنی کی رعایت کی گئی ہے۔ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ٪ ع۵ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے یہی ہیں وہ جو جنتی ہیں۔ وہ[2] اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

[1] افراد کی صورت اکثری ہے۔ اس سے ذات شرک مراد ہے اور جمع میں اس کے انواع صادی
[2] جو لوگ ایمان لائے پر نیک عمل نہ کیا وہ بھی جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور شروع میں اللہ تعالے کی مشیت میں ہیں۔

امداد برائے رسالہ

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب خطیب جامع مسجد جی ٹی روڈ کامونکے نے مبلغ چالیس روپیے برائے امداد رسالہ ارسال فرمائے۔ اس رقم سے چار دینی طالب علموں کے نام ایک سال کے لئے رسالہ انوار الصوفیہ جاری کر دیا گیا ہے۔

فتنوں پر فتنے۔ قیامت کی نشانی ہے

احادیث رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم میں بتایا گیا ہے کہ آخیر زمانہ میں جو قربِ قیامت کا زمانہ ہے۔ بہت فتنے ظاہر ہوں گے۔ ان فتنوں سے نجات پانا انہیں خوش قسمت لوگوں کا کام ہے جن کا ایمان کامل اور بصیرت تام ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے ان کے قلوب تابندہ اور درخشاں ہیں اور اعمال صالحہ اور ریاضت و زہد اخلاص و ایثار ذکر و فکر سے ان کے جوارح پر انوار ہیں۔ ورنہ ضعیف الایمان اور ڈھمل مل یقین اور دنیا پرستوں اور خواہشات نفس کے غلاموں اور لذاتِ دنیا کے شیدائیوں کا ان فتنوں سے بچ نکلنا بہت مشکل ہے۔ ہمیشہ ہر دور میں ایسے ہی لوگوں نے فتنہ بازوں کا ساتھ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی ہے اور ان کیلئے جمعیت و قوت ظاہری کا سامان بہم پہنچایا ہے جیسے کہ آخیر زمانہ میں جب دجال آئے گا جس کے دجل و کذب میں کوئی ادنےٰ شبہ بھی نہیں ہوگا۔ اور جس کے اوصاف خبیثہ اور منحوس شکل و صورت اور اس کے ساحرانہ کارناموں کی خبر حضورؐ نے دی ہے۔ تو ہزاروں اس کے گرویدہ اور تابع ہو جائیں گے۔ اور اس کو انہیں بے بصیرت اور دنیا کے شیدائیوں کی مدد سے بہت بڑی قوت اور طاقت اور رعب حاصل ہوگا۔ تو یہ لوگ جنکی چشم بصیرت کور ہوتی ہے اور اسلام کے اصول و مبانی اور اس کے فروعات سے محض ناواقف ہوتے ہیں۔ اور اسلام سے محبت نہیں رکھتے قابل اعتبار نہیں ہوتے۔ اگر ہزاروں جاہل کسی کے نبی یا خدا ہونے کی شہادت دیں تو اس سے نہ وہ خدا ثابت ہو سکتا ہے نہ نبی۔ بخلاف اس کے جو سچا خدا ہے اور سچا رسول ہے۔ اگر ان کی شہادت دینے والا ایک بھی نہ ہو تو پھر بھی خدا اور رسول کے وجود میں کوئی شبہ نہیں ہوگا۔

خدا، خدا ہے، رسول، رسول ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے لئے صرف ایک ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہی کافی ہیں۔ اگر چہ ہزاروں ابوجہل آپ کی رسالت کا انکار کریں۔ ایک

صاحب بصیرت اور علم وعرفان کے حامل اور ذی ہوش انسان کی شہادت ہزاروں جاہلوں پر بھاری ہے۔

آخیر زمانہ کے فتنے

آخیر زمانہ میں جو فتنے سر نکالیں گے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا "تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند مسلسل فتنے ظاہر ہونے سے پہلے تم نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو۔

آپ نے فرمایا اس زمانہ میں آدمی صبح کو مسلم ہوگا تو رات کو کافر اگر رات کو کافر ہوگا تو صبح کو مومن۔ اس زمانہ میں آدمی اپنے دین کو دنیا کے عوض بیچ ڈالیگا (مشکوٰۃ)

آپ نے فرمایا عنقریب فتنے ہوں گے ان میں بیٹھا ہوا کھڑے سے اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔

جو ان فتنوں کو دیکھے گا وہ ان میں گر پڑے گا۔ ایسے وقت میں اگر کوئی بھاگنے یا پناہ کی جگہ ملے جہاں ان فتنوں کی ہوا نہ پہنچے تو اس کو چاہیئے کہ وہ وہاں چلا جائے۔

آپ نے فرمایا میں نور نبوت سے فتنوں کو تمہارے گھروں میں بارش کے قطرات کی طرح گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

آپ نے فرمایا دنیا کے ختم ہونے تک تین سو، ایسے قائد ہوں گے جو لوگوں کو فتنوں کیطرف بلائیں گے اور انکی گمراہی کا باعث ہوں گے۔ آپ نے ان گمراہ کنندہ قائدین کا نام ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے تعین سے بتایا۔

آج ہم اسی فتنوں کے دور سے گذر رہے ہیں۔ دنیا کے جو نقشے سیاسی اور اقتصادی اعتبار سے ہیں وہ ہمارے سامنے ہیں مثلاً اشیاء صرف مہنگی سے مہنگی ہوتی جارہی ہیں۔ لوگ ایک نہ ختم ہونے والی پریشانی میں مبتلا ہیں۔ یہی بھوک کا دیو جو ہمارے سر پر منڈلا رہا ہے ارتداد وکفر کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ احتجاج اور جلسے اور جلوس اور حکومت کیخلاف شور وغل اور ہنگامے اور ہڑتالوں پر ہڑتالیں اور تالہ بندیاں اور کسان اور زمیندار کے مابین عداوت اور جھگڑے، صنعت کار اور مزدوروں کے مابین لڑائیاں اور خون خرابے اور تدریجی حادثات اور اموات کی کثرت، اشیاء کی قلت اور نایابی، وغیرہ وغیرہ۔ دین کے جو فتنے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہیں۔ ان کی فہرست یوں مرتب کی جاسکتی ہے۔

تارکین صلوٰۃ کی کثرت، فرائض خداوندی سے غفلت اور فسق وفجور میں لوگوں کا بکثرت

مبتلا ہونا۔ دنیا کو دین پر ترجیح دینا۔ زکواۃ کو تاوان جاننا۔ امانتوں میں خیانت کرنا۔ عورتوں کو ماؤں سے اچھا جاننا، باپوں کو اپنے سے دور کرنا اور دوستوں کو قریب کرنا زناکاری شراب نوشی، بے حیائی، عریانی، فحاشی، عورتوں کا بے حجاب گھروں سے باہر نکلنا اور پردے سے آزاد ہونا۔ مال میں اسراف کرنا۔ آلاتِ لہو لعب کا مثل ٹیلی ویژن اور سینماؤں کے بکثرت ہونا۔ گانے اور ناچنے والی عورتوں کا عام ہونا۔ اور لوگوں کی طبائع کا ان کی طرف مائل ہونا۔ عظیم الشان عمارتیں قائم کرنا۔ لذات دنیا میں غرق ہونا۔ خواہشات نفس کی تکمیل کرنا۔ دین کے لئے علم نہ پڑھنا۔ مساجد کا بے رونق ہونا۔ اور اس کے برعکس سینماؤں اور کلب گھروں کا بارونق ہونا۔ علماء و مشائخ کو گالیاں دینا۔ غنڈوں اور فساق کا احترام کرنا۔ سنت کو چھوڑنا، بدعات کو رواج دینا وغیرہ وغیرہ۔

انہیں فتنوں میں سے ایک فتنہ مرزائیت اور قادیانیت کا بھی ہے۔ اور یہ فتنہ دجال کے فتنہ کی طرح کوئی کم فتنہ نہیں ہے کہ اس سے صرف نظر کیا جائے۔ اس فتنہ نے لاکھوں آدمیوں کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اور آئندہ نسب و روز ہر ممکن حربے سے سادہ لوح مسلمانوں کو طرح طرح کے لالچ اور طمع سے سبز باغ دکھا کر اور ان کے ذہنوں کو قرآن اور حدیث کا غلط مطلب بیان کر کے گمراہ کرنے اور دین سے پھیرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ ایمان داروں کا فرض ہے کہ وہ بیدار ہوں اور اس فتنہ کو سمجھیں اور پھر اس کا قلع قمع کریں۔ علماء نے اس بارے میں جو کوششیں کی ہیں۔ وہ قابل صد تحسین ہیں۔

عالموں نے جب سے غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ زبان و قلم سے اس کی تکذیب کی۔ ہر زبان میں کتابیں اس کے رد میں تصنیف کیں۔ اور مناظرے کئے اور اس کی ایک ایک بات منظرِ عام پر لاکر اس کا رد فرمایا ہے۔ افسوس آج کہا جا رہا ہے کہ علماء خاموش ہیں۔ وہ میدان عمل میں نہیں نکلتے ان کو جان لینا چاہیئے علماء و مشائخ تو شروع سے میدانِ حق میں ہیں ان کو موت آئے گی تو اس میدان میں آئے گی اے علماء و مشائخ کے خلاف زبان کھولنے اور ان کی مساعی سے اغماض کرنے والو! خدا سے ڈرو اور ان کو بُرا مت کہو۔ تم نہ اب میدان میں آئے ہو اور نہ آئندہ میدان میں آنے کی تم میں سکت ہے۔ میدان حق کیا ہے۔ دین اسلام اور سنت رسول اور قرآن اور اس کی تعلیم ہے۔ جو شخص دین اسلام اور قرآن اور سنت رسول کی اتباع سے فرار حاصل کرتا ہے وہ میدانِ حق سے فرار کرتا ہے۔ اب سوچ لو کہ تم میدان میں ہو یا علماء و مشائخ۔

یہ بھی اسی انگریز زمانہ کا ایک نقشہ ہے کہ دین کی اشاعت کرنے والے علماء و مشائخ کو لوگ برا جانیں گے۔ ان میں کیڑے نکالیں گے۔ اور اس حق اور دین مصطفوی کی شمع سے لوگوں کو بدظن کریں گے۔ اور سیاسی یا دنیوی مفاد کے لئے کسی ایک مسئلہ کو لے کر ایک ہنگامہ برپا کر دیں گے۔ اور علماء کو اپنے پیچھے لگانے کی کوشش کریں گے۔ ان لوگوں کا یہ کام اگرچہ بظاہر بڑا نیک اور خوبصورت ہے مگر حقیقت میں خلوص سے خالی ہے۔ یہ صرف سیاسی برتری اور شہرت اور وقار حاصل کرنے کے لئے ہے اور اس لئے کہ ہمارا تذکرہ اخبارات میں ہو اور اس میں ہمارے فوٹو آئیں۔ بعض لوگ صدارت کے بھوکے ہوتے ہیں۔ جب ان کو صدارت پیش کی جاتی ہے تو فوراً انہیں لوگوں کے جلسہ میں آکر کرسئ صدارت کو سنبھالتے ہیں جن کو چند لمحات پیشتر وہ کافر کہتے تھے اور ان کے پیچھے نماز سے روکتے تھے۔ بلکہ ان کا قول تھا جو ان سے مصافحہ کرے اور ان کے سلام کا جواب دے اور ان کے ساتھ بیٹھے وہ بھی کافر ہے۔ اس کے پیچھے نماز نادرست ہے

مگر افسوس جب انہیں لوگوں نے کرسئ صدارت کی پیش کش کی تو آئے اور ان میں بیٹھے۔ یقیناً آتے کے وقت ان کو سلام بھی عرض کیا ہوگا۔ اور ان سے ہاتھ بھی ملایا ہوگا۔ کیا یہ ساری چیزیں جو کفر تھیں اب ایمان ہوگئیں۔؟ ایسے لوگ قابل اعتبار نہیں ہوتے۔ کام انہیں حضرات کا پروان چڑھتا ہے جو خلوص سے کام کرتے ہیں۔ اور دین کے لئے کرتے ہیں اپنے نفس اور اپنے وقار کے لئے نہیں۔

علماء و مشائخ پرامن طریق سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے خلاف اہل اسلام کو چاہیئے کہ لب کشائی نہ کریں۔

ایک ضخیم امیر ملت نمبر ماہ مئی ۱۹۷۵ء میں شائع ہو رہا ہے جس میں مندرجہ ذیل مشاہیر اہل قلم حصہ لے رہے ہیں۔

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ② پروفیسر محمد طاہر فاروقی صاحب ③ مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری ④ مولانا عبدالستار خان نیازی ⑤ میاں جمیل احمد شرقپوری ⑥ شاہ فریدالحق رکن سندھ اسمبلی ⑦ پروفیسر محمد ایوب قادری ⑧ مورخ لاہور میاں محمد دین کلیم ⑨ حکیم محمد موسےٰ امرتسری ⑩ مولانا عبدالحکیم شرف قادری ⑪ ملک محمد اکبر ساقی ⑫ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے۔ و دیگر بہت سے حضرات

توبہ اور اُسکی حقیقت

مندرجہ ذیل مضمون توبہ اور اس کی حقیقت کے متعلق امام ابوالقاسم عبدالرحمان قیشری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور اور مستند کتاب رسالہ قشیریہ سے نقل کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ اے ایماندارو تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو۔ انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس نے گناہ نہیں کیا اور جب اللہ بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو گناہ ضرر نہیں دیتا۔ پھر آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ توبہ کی علامت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا "ندامت"۔

انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو وہ جوان سب سے زیادہ محبوب ہے جو توبہ کرنے والا ہے۔

سالکین کے منازل سے پہلی منزل اور طالبین کے مقامات سے پہلا مقام توبہ ہے۔ لغت عرب میں توبہ کے معنی رجوع اور لوٹنے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ تَابَ ای رَجَعَ اس نے توبہ کی یعنی اس نے رجوع کیا۔ اس اعتبار سے توبہ کے معنی برائی سے رجوع اور نیکی کی طرف آنا ہے۔ ایک حدیث میں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ندامت کو توبہ فرمایا ہے۔ اصولیوں نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ ندامت توبہ کا سب سے بڑا رکن ہے۔ اس کی مثال حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ حدیث پاک ہے۔ جس میں آپ نے عرفہ کو یعنی اس کے وقوف کو حج فرمایا۔ اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ حج صرف وقوفِ عرفہ کا نام ہے۔ جبکہ اس کے علاوہ اس کے اور بھی کئی ارکان ہیں تو اس کا مطلب یہی ہو گا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے مراد اس بات کا بیان کرنا ہے۔ کہ وقوف عرفہ حج کے تمام ارکان سے بڑا اہم اور عظیم الشان رکن ہے۔ اصولیوں نے کہا کہ توبہ کی صحت کے لئے تین چیزیں شرطیں ہیں۔ اول اپنے گناہوں پر جو وہ کرتا ہے۔ نادم ہونا۔ دوم جن گناہوں پر وہ نادم ہے ان سب کو ترک کرنا۔ سوم آئندہ یہ ارادہ کرنا کہ وہ پھر ان گناہوں کی طرف نہیں لوٹے گا۔ اصولیوں نے کہ چونکہ ندامت کو دوسری دو شرطیں لازم ہیں۔ اس

لئے مذکورہ حدیث میں: ندامت کو توبہ فرمایا۔ یعنی جس کو اپنے گناہوں پر ندامت ہوئی اس کے لیے محال ہے کہ وہ گناہوں کو ترک نہ کرے۔ اور آئندہ ان کی طرف لوٹے۔ یہ حدیث مذکورہ کی دوسری تشریح ہو گی۔ یہ توبہ کا مختصر اور اجمالی خاکہ ہے۔ ورنہ اگر شرح و بسط کے ساتھ اس کو بیان کریں تو یوں کہیں گے کہ توبہ کے لئے بعض چیزیں اسباب ہیں اور ان کے مابین ترتیب بھی ہے اور توبہ کی کئی قسمیں ہیں۔ دل کا خواب غفلت سے بیدار ہونا اور اپنے عیوب و معاصی پر مطلع ہونا بھی توبہ کے اسباب میں سے ہے۔ اس حقیقت تک وہی پہنچتا ہے جو دل کے کانوں سے زواجر و وعیدات کو سنے جو معصیت کے ارتکاب سے اس کے دل پر وارد ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ہر مسلمان مرد کے دل میں اللہ تعالے کا واعظ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ بیشک ہر آدمی کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اگر وہ ٹھیک ہو تو سارا جسم ٹھیک ہوتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار! وہ ہے "قلب" جب آدمی اپنے برے کاموں کی برائی میں فکر کرتا ہے۔ اور اپنے عیوب و قبائح کو دل کی آنکھوں سے دیکھتا ہے تو اس کے دل میں توبہ کرنے اور حق کی طرف رجوع کرنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جب بندے کی عزیمت اور نیک کاموں کی طرف رجوع بالکل صحیح ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالے اس کی مدد کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے عزم اور ندامت اور توبہ کے احکام اور اس کے تقاضوں کو اپنے اوپر نافذ کرے۔ اور صراطِ مستقیم پر چلے اور برائیوں سے کنارہ کش ہو۔ یہ حالت مشاہدہ کی مداومت سے حاصل ہوتی ہے جس سے توبہ کی رغبت کو بہت قوت ملتی ہے۔

جب بندہ اپنے عزم اور صحتِ توبہ سے اس مقام سے ہمکنار ہوتا ہے تو گناہوں پر اصرار کرنے کا عقدہ فوراً کھل جاتا ہے۔ توبہ کے دواعی اور موجبات کا انحصار اس پر ہے کہ بندے میں خوف و رجا کی صفت بہت قوی ہو۔ جب توبہ اپنے معانی کے اعتبار سے صحیح ہو جائے۔ توبہ کرنے والا تمام معاصی اور قبائح سے رُک جاتا ہے اور نفس شریر کے گھوڑے کی باگ شہوات و محظورات کی پیروی سے کھینچ لیتا ہے۔ اور تمام زلات اور ناشائستگیوں سے برطرف ہو جاتا ہے۔ اور مستقبل میں متروک برائیوں کی طرف لوٹنے کا اس کا ہرگز ارادہ نہیں ہوتا۔ ایسا شخص اگر ایک بار یا کئی بار توبہ توڑ بھی دے تو اس کے لئے مضر نہیں۔ اسکا عزم اور ارادہ جو توبہ کا رکن ہے۔ ایک نہ ایک دن اس کو پھر تجدید توبہ کے لئے مجبور کرے گا۔ اس کی توبہ سے اس کے احباب کو مایوس نہیں ہونا چاہیے توبہ کے موجبات سے یہ بھی ہے کہ جو چیزیں گناہ پر ابھارتی اور گناہ کی رغبت دلاتی ہیں۔ ان چیزوں کو بالکل نظر انداز کر دے اور برے دوست بری سوسائٹی اور بری مجلس بھی ترک کر دے۔ اسلئے کہ برے دوست گناہ پر ابھارتے اور اس کا شوق دلاتے ہیں۔ اور جب وہ توبہ کا قصد کرتا ہے تو کئی حیلوں سے اس

کے قصد کو پورا ہونے نہیں دیتے۔

بعض صوفیائے کے اقوال

رسالہ قشیریہ میں مرقوم ہے کہ تائبین کے لئے احوال و صفات ہیں۔ جو ان کی خصلتوں سے ہیں اور ان کو بھی اس حیثیت سے کہ ان کی صفات سے ہیں۔ من جملہ توبہ سے شمار کیا گیا ہے۔ ورنہ وہ توبہ کے شرائط سے نہیں جن پر توبہ کی صحت موقوف ہے۔ اس بات کی طرف توبہ کے معنی میں مشائخ کے اقوال اشارہ کرتے ہیں۔ استاد ابو علی دقاق کا قول ہے کہ توبہ کی تین قسمیں ہیں۔ اسکا اول توبہ۔ اوسط انابت اور آخر اوبہ ہے۔ انہوں نے توبہ کو بدایت اور اوبہ کو نہایت قرار دیا اور انابت کو اسکا اوسط جس کسی نے عقوبت کے خوف سے توبہ کی۔ وہ صاحب توبہ ہے۔ جس نے ثواب کے لئے توبہ کی وہ صاحب انابت ہے جس نے امر خداوندی کے حکم کی رعایت سے توبہ کی ثواب یا عقوبت کے خوف سے نہیں وہ صاحب اوبہ ہے کہا جاتا ہے توبہ مومن کی صفت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ تُوبُوا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ اے ایماندارو تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو۔ انابت اولیا اور مقربین کی صفت ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبٍ وہ انابت والے قلب سے آیا۔ اور اوبہ انبیاء مرسلین کی صفت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ نعم العبد انہٗ اواب اچھا ہے وہ بندہ بیشک وہ اواب ہے۔ جنید رحمتہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ توبہ کی تین قسمیں ہیں۔ اس کا اول ندامت اور ثانی، ترک معاودۃ۔ یعنی جن چیزوں سے اللہ نے منع فرمایا ہے ان کی طرف رجوع نہ کرنا اور ثالث لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرنا: ابو عبدالرحمان کا قول ہے کہ توبہ ترک تسویف کا نام ہے۔ یعنی گناہ کے صدور کے بعد توبہ میں توقف و تاخیر نہ کرنا: عبداللہ قرشی نے کہا میں نے جنید سے سنا کہ وہ فرماتے تھے میں نے کبھی نہیں کہا۔ اے اللہ میں تجھ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں۔ بلکہ کہتا ہوں میں تجھ سے توبہ کی خواہش کا سوال کرتا ہوں۔ ایک بزرگ حضرت جنید سے راوی ہیں کہ وہ سری سقطی کے پاس گئے ان کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا تھا سخت فکرمند ہیں میں نے کہا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا میرے پاس ایک جوان آیا تھا۔ اس نے مجھ سے سوال کیا کہ توبہ کیا ہے میں نے کہا کہ تو اپنے گناہ کو نہ بھولے۔ اس نے کہا نہیں۔ بلکہ توبہ اس چیز کا نام ہے کہ تو گناہ کو بالکل بھول جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہی بات وہی ہے جو اس جوان نے کہی: ذوالنون کا قول ہے گناہ سے دست بردار ہوئے بغیر استغفار پڑھنا کاذبین کی توبہ ہے۔ بوشنجی سے پوچھا گیا کہ توبہ کیا ہے انہوں نے کہا توبہ یہ ہے کہ اس کے بعد تیرے لئے گناہ میں جس سے تو نے توبہ کی حلاوت اور لذت نہ رہے۔

مولانا ضیا احمد قصور

وہ ایک خواب تھا یا حقیقت؟

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ○ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ○

بے شک اے ابراہیم تونے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ صریح آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو ان کا فدیہ دیا۔ پ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت۔

اصحاب سیر نے لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ اسلام نے دعا کی۔ اے رب مجھے نیک بیٹا عطا کر۔ اللہ تعالےٰ نے بشارت دی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ وہ اللہ کے لئے ذبح ہوگا۔ یعنی اس کو اللہ کی رضا کے لئے ذبح کیا جائے گا۔ بشارت خداوندی کے مطابق بچہ پیدا ہوا اور اس عمر کو پہنچا کہ باپ کے ساتھ دوڑنے اور چلنے پھرنے لگا اور اس کے کاموں میں ہاتھ بٹانے لگا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ابراہیم کو ایک خواب کے واسطہ سے اس کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ خواب یوم ترویہ کی شب یعنی آٹھویں ذوالحج کو دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ اے ابراہیم تو اپنے اس بیٹے کو ذبح کر۔ جب صبح بیدار ہوئے سوچنے لگے اور شام تک سوچتے رہے مگر یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ خواب سچا اور رب تعالےٰ کی طرف سے ہے اس وجہ سے اس دن کو یوم ترویہ (سوچنے کا دن) کہتے ہیں۔ جب دوسری رات آئی اور آپ سو گئے تو پھر وہی خواب دیکھا۔ صبح بیدار ہوئے تو جانا کہ یہ خواب برحق اور رب تعالےٰ کی طرف سے ہے اس وجہ سے اس دن کو یوم عرفہ (جاننے کا دن) کہتے ہیں۔ اس سے اگلے دن حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کرنے کی تیاری کی۔ یہاں تک کہ اس کو لٹا کر اس کے حلق پر چھری چلا دی۔ اس وجہ سے اس دن کا نام یوم نحر (ذبح) کا دن قرار پایا۔

اس کا مفصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی ہاجرہ، اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کو کہا۔ ہم باپ بیٹے کو ہمارے دوست نے بلایا ہے اسلئے تو بیٹے کو تیار کر دے۔ حضرت ہاجرہ نے اسماعیل کو نہلایا۔ بالوں میں تیل ڈالا اور کنگھی سے ان کو سنوارا، آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ اور اچھا لباس جو ان کے پاس تھا۔ بیٹے کو پہنایا اور باپ کے ساتھ بھیج دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک چھری اور رسّی بھی ساتھ لے لی۔ اور آگے

پیچھے دونوں باپ بیٹا چل پڑے۔ راہ میں ایک مقام پر شیطان نے اسماعیل کو بہکانے کی بڑی کوشش کی۔ شیطان نے کہا۔ اسماعیل کیا تمہیں خبر ہے کہ تمہارا باپ تمہیں اپنے ساتھ کیوں لایا ہے؟ اسماعیل نے کہا ہم ایک دوست کی دعوت پر جا رہے ہیں۔ شیطان نے کہا نہیں بلکہ تمہیں ذبح کرنے کے لئے لایا ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ ابراہیم کے ہاتھ میں چھری اور رسی ہے۔ اسماعیل نے کہا۔ مگر ابراہیم جیسا باپ اپنے عزیز بیٹے کو کیوں ذبح کرے گا۔ شیطان نے کہا۔ اس لئے کہ اس کو خدا کا حکم ہے۔ اسماعیل نے کہا اگر خدا کا حکم ہے تو میں ذبح ہونے پر راضی ہوں۔ یہ میری بہت بڑی سعادت ہے کہ اپنے مولا کے راہ میں اپنے باپ کے ہاتھ سے اسکے حکم کی تعمیل میں قربان ہو جاؤں۔ شیطان اسماعیل کو بہکانے سے مایوس ہوا اور پھر ابراہیم کے سامنے نمودار ہوا اور کہا۔ ابراہیم تمہیں جو خواب آیا ہے۔ وہ شیطان کی طرف سے ہے اس پر عمل کر کے اپنے عزیز بیٹے کو مت ذبح کر اس پر تمہیں ساری عمر پچھتانا پڑے گا۔ حضرت ابراہیم نے سات کنکریاں لیں اور اس کو ماریں۔ پھر وہ آگے جا کھڑا ہوا۔ اسکو پھر سات کنکریاں ماریں۔ وہ پھر آگے جا کھڑا ہوا۔ آپ نے پھر ماریں تو وہ خاسر و خائب ہو کر بھاگ گیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ شیطان نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی بہکانے کی کوشش کی تھی۔ مگر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ جب حضرت ابراہیم میدان منیٰ میں جہاں قربانیاں کی جاتی ہیں پہنچے تو اصل حقیقت اسماعیل پر واضح فرمائی کہ بیٹا! اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھ کو ذبح کرتا ہوں اب تو بتا تیری کیا مرضی ہے؟ حضرت اسماعیل نے جواب دیا۔ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ اے باپ، آپ کو جو حکم ہوا ہے۔ اس کو بجا لائیں انشاء اللہ آپ مجھ کو صابر پائیں گے۔

مدارک میں ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے باپ کو وصیت کی کہ آپ مجھ کو منہ کے بل اوندھا لٹائیں اور میرے کاندھوں کے درمیان بیٹھ کر چھری چلائیں۔ تاکہ آپ کو اس وقت میرے اوپر رحم نہ آئے۔ جس وقت آپ میرے حلق پر چھری چلا رہے ہوں۔ اور شفقت پدری کہیں رب تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں۔ مانع نہ ہو۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ مجھ کو بحالت سجدہ ذبح کرنا اور میرا قمیض میری ماں کو دینا اور میرا سلام عرض کرنا۔ جب اس کو میں یاد آیا کروں گا اور وہ بے تاب ہو جایا کرے گی تو میرا قمیض دیکھ کر تسکین حاصل کر لیا کرے گی۔ یوں بھی آیا ہے کہ میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر ذبح کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے تڑپنے سے میرے خون کے چھینٹے آپ کے پاک کپڑوں کو آلودہ کر دیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اسماعیل کو زمین پر لٹایا۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ پس جب دونوں باپ بیٹا اللہ کے حکم کے آگے جھک گئے تو ابراہیم نے بیٹے کو پیشانی کے بل زمین پر لٹایا اور بوسہ دیا اور روئے اس کے بعد چھری جو بہت تیز کر لی گئی تھی حلق نازک

پر رکھ کر زور سے چلائی۔ مگر اس نے ایک ذرہ بھر اثر نہ کیا اور حلق کو ایک خراش بھی نہ پہنچا۔ آخر تنگ آ کر ابراہیم نے غصہ سے چھری کو پتھر پر مارا تو پتھر کٹ گیا۔ ابراہیم نے کہا اے چھری ایک سخت پتھر تو نے ایک لمحہ میں کاٹ دیا اور پھول کی پتی سے زیادہ نازک حلق تجھ سے نہ کٹا۔ اللہ نے چھری کو زبان دی اس نے کہا۔ اے ابراہیم جب تجھے آگ میں ڈالا گیا تھا تو آگ نے تجھے کیوں نہ جلایا۔ ابراہیم نے کہا۔ اسے اللہ کا حکم آیا تھا۔ چھری نے کہا۔ آگ کو ایک بار حکم آیا۔ اس نے نہ جلایا۔ مجھے اتنک ستر بار حکم آیا ہے کہ مت کاٹ مت کاٹ۔ میں کس طرح کاٹ سکتی ہوں؟ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالٰے نے چھری اور حلق اسماعیل کے مابین ایک تانبے کا پترا پیدا کر دیا تھا۔ اس واسطے چھری کا اثر حلق تک نہیں پہنچتا تھا۔ جب اللہ تعالٰے نے ابراہیم کے عزم اور جدوجہد کو دیکھنا اور مطلوب بھی یہی تھا۔ اسماعیل کا ذبح ہونا مطلوب نہیں تھا تو اللہ تعالٰے نے جنت سے ایک دُنبہ اسماعیل کا فدیہ بھیجدیا۔ کہ اسکو اس کی بجائے ذبح کر دو اور اسماعیل کو چھوڑ دو۔ یہ قصہ اُمت محمدیہ پر قربانی واجب ہونے کی اصل ہے۔ کہا گیا ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام ذبح کرنے میں لگے ہوئے تھے تو جبرئیل علیہ السلام دُنبہ لے کر آئے اور اس خوف سے کہ ابراہیم جلدی نہ کریں۔ دُور سے پکارا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر: حضرت ابراہیم نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا اور جبرئیل کو دیکھا تو کہا

(بقیہ صد ۱۹)

راجا رشید محمود ـ ایم ـ اے

زمزمۂ نعت

فرزانگی کو چھوڑ دیں، ترکِ جنوں کریں
آؤ، درِ حضور سے حاصل سکوں کریں

جنت میں کیسے جائیں مدینے کو چھوڑ کر
دل کو لہو کریں کہ ہم ارماں کا خوں کریں

طیبہ ہے سامنے، پہ شریعت کا پاس ہے
جذبات جو ہیں اپنے، انھیں پر سکوں کریں

عشقِ نبیؐ کے بعد ہر اک چیز ہیچ ہے
آؤ، خرد کی لاش پر رقصِ جنوں کریں

جائیں درِ نبیؐ پہ، عمل پر نگاہ کریں
سوچا کیے کہ یوں نہ کریں اور یوں کریں

ہم ہی تصوّرِ درِ طیبہ میں ہوں مگن
ہجرِ حضورؐ میں ہمیں حالت زبوں کریں

ذکر آپ کا جو آئے پڑھیں ہم درودِ پاک
نامِ حضورؐ سن کے سروں کو نگوں کریں

طیبہ میں رہنے والوں کا ناطہ جہاں سے کیا
ہر لحظہ وہ تو خواہشِ جنّت کا نوں کریں

ممدوح جن کے حضرتِ ممدوح اب ہوئے
اہل دول کی مدح کریں وہ، تو کیوں کریں

جن پر ہے تاجدار مدینہ کا التفات
حکمِ حضورؐ پر وہ عمل جوں کا توں کریں

میں نام لیوا احمدِؐ مرسل کا ہوں عزیز!
دیوانگانِ عشق کو جو کچھ کہوں، کریں

جادو وہی ہے، سر پہ جو چڑھ کر کہے کہ ہاں
اخلاقِ مصطفےٰؐ سے جہاں پر فسوں کریں

دل کو اگر مصائب و آلام ہوں محیط
ذکرِ نبیؐ کو ایسے میں وجہِ سکوں کریں

طیبہ پہنچ کے، روضے کی جالی کے سامنے
ظاہر دل و نظر کا غمِ اندروں کریں

محمودؔ ہر الم سے محمدؐ نجات دیں
ہم عرضِ حال حب بھی یہ حال زبوں کریں

غلام رسول گوہر

قربانی اور تکبیرات تشریق کے مسائل

قربانی ہر مسلمان بالغ غنی پر جو مسافر اور غلام نہ ہو واجب ہے۔ قربانی کا جانور ذبح کرنے کے لئے تین دن ہیں۔ یوم نحر اور اس کے بعد دو دن۔ آخری دن کے سورج غروب ہونے سے پہلے تک۔ ان دنوں کی راتوں کو بھی ذبح کرنا جائز تو ہے مگر مکروہ۔ اس لئے کہ رات کی تاریکی میں شاید ذبح کرنے میں غلطی ہو جائے۔ مگر یہ پرانے زمانے کا مسئلہ ہے ورنہ آج بجلی کی وجہ سے رات کو اتنی روشنی میسر ہے کہ ذبح میں دن کی طرح کسی خطا کے واقع ہونے کا کوئی احتمال نہیں ہوتا۔ اگر کسی کو یوم نحر میں قربانی ذبح کرنا میسر ہو تو اس میں فضیلت ہے۔ قربانی کے لئے شریعت نے تین قسم کے جانوروں کا انتخاب کیا ہے۔

۱۔ گائے۔ اس میں بھینس بھی شامل ہے

۲۔ بکرا۔ اس میں دنبہ، بھیڑ، مینڈھا شامل ہے۔ (۳) اونٹ۔

گائے اور اس کی نوع کا کوئی بھی جانور ہو۔ اس کی عمر دو سال سے کم نہ ہو۔ بکرا بھیڑ، دنبہ، مینڈھا ایک ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔ اس سے اگر ایک دن بھی کم ہو تو جائز نہیں۔ صرف بھیڑ کے متعلق فقہاء نے کہا ہے کہ وہ چھ ماہ کی بھی جائز ہے۔ لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ وہ اتنی موٹی ہو کہ سال بھر کی دکھائی دے۔ اونٹ پانچ برس سے کم نہ ہو۔

بکرا وغیرہ صرف ایک آدمی سے ہو سکتا ہے۔ گائے میں مساوی حصص سے سات آدمی شریک ہو جائیں۔ اسی طرح اونٹ میں بھی۔ در اصل ایک آدمی کی طرف سے ایک پوری گائے یا پورے اونٹ کی قربانی واجب نہیں۔ بلکہ اس کے ساتویں حصہ کی قربانی واجب ہے۔ قربانی صرف اسی پر واجب ہے جو غنی ہے۔ وہ اپنی طرف سے ہی قربانی دے۔ اس کے ذمے اسکی بیوی یا بچے کی قربانی واجب نہیں ہے۔ بیوی اگر غنی ہے تو وہ خود اپنے مال سے قربانی دے اور بچہ نابالغ ہے۔ اس پر قربانی واجب ہی نہیں۔

شہر میں رہنے والوں کو حکم ہے کہ

عید کی نماز کے بعد جانور ذبح کریں۔ اگر کسی نے اس سے پہلے کیا تو اس کو قربانی کے لئے اور جانور ذبح کرنا واجب ہے۔ پہلے جانور سے قربانی ادا نہ ہوئی۔ وہ صرف گوشت ہے اس کو کھائے یا فروخت کردے دیہاتیوں کے لئے عید سے پہلے بھی ذبح کرنا جائز ہے۔ اگر کسی شہری نے اپنا جانور کسی گاؤں میں بھیجا کہ اس کو بعد از نماز فجر ذبح کر دیا جائے تو جائز ہے۔ قربانی کے جانوروں کا بے عیب اور صحت مند ہونا شرط ہے۔ مثلاً اتنا لنگڑا نہ ہو کہ چل ہی نہ سکے۔ اور اندھا یا کانا نہ ہو اور اس کے کان اور دم نصف سے زیادہ کٹی ہوئی نہ ہو۔ اس کے دانت نصف سے زیادہ گرے ہوئے نہ ہوں۔ بہت لاغر نہ ہو کہ اس کی ہڈیاں نظر آتی ہوں۔ گائے اور اونٹ میں جو سات آدمی شریک ہوں ان سب کی نیت قربانی یا قربت کی ہو۔ اگر ان میں سے کسی ایک کی نیت قربانی یا قربت کی نہیں بلکہ وہ اس نیت سے شریک ہوا ہے کہ گوشت کھائے گا تو کسی کی طرف سے بھی قربانی ادا نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر سات میں ایک نصرانی ہے تو پھر بھی کسی کی قربانی صحیح نہیں۔

کھال اور گوشت کا مسئلہ

قربانی صرف اراقۃ الدم یعنی حلق پر چھری چلانے اور خون بہانے کا نام ہے۔ جب یہ فعل ہو گیا تو قربانی ادا ہو گئی وجوب ساقط ہو گیا۔ اب گوشت کھال کا اختیار ہے چاہے تو سارا گوشت گھر رکھے اور کھائے یا سارا بانٹ دے۔ مگر مستحب یہ ہے کہ اس کے تین حصے کرے۔ ایک حصہ اپنے لئے رکھے ایک حصہ رشتہ داروں کو دے دے اور ایک حصہ عام لوگوں میں بانٹ دے۔ قصاب کی اجرت گوشت سے دینی منع ہے۔ اس لئے کہ اس گوشت کا فروخت کرنا منع ہے۔ اور قصاب کو اجرت کے عوض میں دینا بھی فروخت کی مانند ہے۔ اس کی اجرت اپنے پاس سے دے۔ کھال کے متعلق بھی اختیار ہے چاہے تو اس کو بعینہ اپنے پاس رکھ کر اس سے فائدہ اٹھائے یعنی اس کا مشکیزہ، ڈول جانماز وغیرہ تیار کروا لے یا ایسی چیز کے ساتھ اس کو فروخت کرے جس کے عین کو اپنے پاس رکھ کر اس سے فائدہ اٹھائے مثلاً کھال دے کر جوتا لے یا اس سے بستر پر بچھانے کے لئے دری یا چادر لے لے۔ یا چھو لہا لے لے۔ نقد کے ساتھ اس کا فروخت کر کے اس کو اپنی ذات یا اہل وعیال پر خرچ کرنا منع ہے اگر نقد سے اس کو بیچا تو اس پر واجب ہے کہ وہ رقم فقراء پر صدقہ کرے۔ اگر کھال اپنے دوست غنی کو دیدی تو اس کے لئے بھی

یہی حکم ہے کہ اس کو فروخت کر کے اس کی رقم اپنے اوپر خرچ نہ کرے۔ بلکہ اس کو جوں کا توں رکھ کر اس سے فائدہ اٹھائے۔

آئمہ مساجد کو کھالوں کے دینے کا عام رواج ہے۔ اس میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اگر امام غنی ہے تو اس کو کھالوں کا بیچنا اور رقم اپنے صرف میں لانا حرام ہے۔ اور اگر غریب ہے تو اس کو جائز ہے کہ بیچ کر رقم اپنے صرف میں لائے۔ (عامہ کتب فقہ)

ذبح کرنے کا مسئلہ

جو آدمی اپنی طرف سے قربانی دیتا ہے۔ اس کے لئے مستحب ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا یا اس سے کوئی عذر مانع ہے تو ذبح کسی سے کروائے اور خود وہاں حاضر ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حج کے موقع پر کئی اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کئے اور باقی ماندہ کے لئے حضرت علی کو حکم دیا۔ آپ اس موقعہ پر ایک سو اونٹ اپنے ہمراہ لے گئے ہوئے تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا کو جب ان کی طرف سے قربانی ذبح کی جانے لگی تو آپ نے فرمایا فاطمہ اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو۔ اس میں یہ بات واضح ہو گئی کہ دوسرے سے بھی ذبح کروا سکتا ہے۔ اور قربانی ذبح ہونے کے وقت اس کے پاس حاضر ہو۔ ذبح کرنے سے قبل چھری کو تیز کر لینا چاہیئے اور جانور کو پانی بھی پلایا جائے۔ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔

تکبیرات تشریق

اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ
واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد۔

اس تکبیر کو یوم عرفہ کی فجر کی نماز سے لے کر ۱۳ ویں ذوالحج کی عصر کی نماز تک باآواز بلند ایک بار پڑھیں۔ اس کا پڑھنا شہری اور مقیم اور مرد کے لئے ضروری ہے جبکہ وہ نماز جماعت سے ادا کرے۔ عورتوں پر اور مسافر پر اور تنہا نماز پڑھنے والے اور دیہاتی پر واجب نہیں۔ عورتیں اگر مردوں اور مسافر مقیم امام کے ساتھ نماز پڑھیں تو ان پر بھی لازم ہوگا کہ تکبیرات کہیں۔

بقیہ۔ وہ ایک خواب تھا یا حقیقت؟

(لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر)
حضرت اسماعیل نے سنا تو کہا۔ اللہ اکبر وللہ الحمد
ایام تشریق میں یہی تکبیر کہنی شروع ہوئی۔

یادِ رفتگان

تحریر :- محمد صادق قصوری

قطب العالم

حضرت خواجہ محمد عمر بیربلوی رح

عزیزی محمد صادق قصوری کے ایماء سے یاد رفتگان ایک مستقل عنوان قائم کیا گیا ہے - اس عنوان کے تحت ہر صاحب قلم کو دعوت ہے کہ وہ ایسے گذرے ہوئے بزرگوں کے احوال قلمبند کر کے ارسال کریں جن کو رب العالمین نے اپنے لطف عمیم اور فضل عظیم سے وہ خوبیاں مرحمت فرمائی ہیں - کہ اہل جہان ان کی اقتدا کریں - اور فلاح دارین کی راہ پائیں -

گوہر

حضرت قطب العالم خواجہ محمد عمر کو رحلت فرمائے ہوئے سات سال سے اوپر ہو چکے ہیں - مگر ابھی تک یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہیں - بقول حضرت مولانی رح ؎

وہ کبھی کے جا بھی چکے مگر نظروں میں ابتک سما رہے ہیں
وہ آ رہے ہیں، وہ اٹھ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں

حضرت قطب العالم ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۵ء میں بیربل شریف ضلع سرگودھا کی مشہور خانقاہ حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ بربلوی رح (خلیفہ حضرت خواجہ غلام نبی للہ شریف) کے خلف الرشید و سجادہ نشین حضرت خواجہ احمد سعید رح کے ہاں متولد ہوئے

دادا جان اپنے وقت کے عارفِ کامل اور عالم بے بدل تھے - جن کے زیر سایہ خانقاہ و دینی مدرسہ بیک وقت چل رہے تھے - گویا علم و عرفان کی نہریں ایک ہی ساتھ چل رہی تھیں - اس نیک ماحول میں حضرت قطب العالم نے پندرہ برس کی عمر میں ہی شرح جامی تک تعلیم مکمل کر لی - پھر لاہور اور دہلی سے علوم متداولہ عقلیہ و نقلیہ پر دسترس حاصل کرنے کے بعد اورنیٹل کالج لاہور سے منشی فاضل اور ادیب فاضل کے امتحانات امتیازی حیثیت سے پاس کیئے - بعد ازاں انگریزی میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے بعد اسلامیہ کالج پشاور میں مسلسل سات سال تک پروفیسری کے

فرائض سرانجام دیتے رہے۔

ابھی آپ پندرہ برس کے تھے کہ دادا جان راہیٔ ملکِ بقا ہو گئے اور اب والد صاحب بھی رحلت فرما گئے۔ بدیں وجہ آپ کو ملازمت چھوڑ کر مسندِ ارشاد سنبھالنا پڑی۔ سجادہ نشیں ہونے کے بعد آپ تلاشِ مرشد میں شہر شہر، نگر نگر اور قریہ قریہ پھرے۔ ؎

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
دیکھئے اب ٹھہرتی ہے جا کر نظر کہاں

آخر کار تلاشِ بسیار اور جستجوئے لاتعداد کے بعد حضرت شیرِ ربانی، شہبازِ لامکانی میاں شیر محمد شرقپوری رح کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے اور پہلی ہی نظر میں شرفِ قبولیت سے نوازے گئے۔ پھر میاں صاحب رح اور آپ یک جان دو قالب کی عملی تصویر بن گئے۔ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

بعد ازیں حضرت میاں صاحب رح نے اجازت و خلافت سے نوازا۔ کہیں نہ ٹھہرنے والی نگاہ اب اسیر ہو چکی تھی۔ ہر وقت خیالِ مرشد دل میں جادہ گر رہتا، دنیا کے غم کا کانٹا دل سے نکل چکا تھا اور یادِ مرشد وظیفۂ شب و روز بن چکا تھا کہ ۱۹۲۸ء میں حضرت میاں صاحب رح انتقال فرما گئے۔ آپ کو جو صدمہ پہنچا، وہ حدِ بیان سے باہر ہے۔ ایک طرف تو دو گونہ ذمہ داری یعنی خانقاہ بیربل کی سجادہ نشینی اور حضرت میاں صاحب رح کی خلافتِ عظمیٰ اور دوسری طرف فراقِ مرشد۔ دن رات آنکھیں اشکبار اور دل بے قرار ہے۔ بھلا فراقِ محبوب کا درد کیسے چین لینے دیتا ہے۔ ؎

جدا کسی سے بھی کسی کا حبیب نہ ہو
یہ درد وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

ذرا صدیق اکبر رض، مولانا رومی رح اور امیر خسرو رح کی حالت کا اندازہ تو کیجئے کہ آتشِ فراق میں ایسے جلے کہ گور تک پہنچ گئے۔ کسی ایسے ہی عاشقِ صادق نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔ ؎

برعشقِ تو دلبر تو نظر خواہم کرد
جان در غمِ تو زیر و زبر خواہم کرد
پُر درد دلے بخاک در خواہم کرد
پر عشق سرے نہ گور بر خواہم کرد

مرشد کی وفات کے بعد آپ کی حالت دگرگوں رہتی تھی۔ چنانچہ ہجر و فراق کے عالم میں رشدِ برحق کی یاد میں اپنی اوّلین کتاب "انقلاب الحقیقت" لکھی۔ جس کے ایک ایک لفظ، ایک ایک سطر سے عشق و محبت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ ہر سطر پڑھنے کے بعد آنکھوں سے بے ساختہ آنسوؤں کا سیلِ رواں جاری ہو جاتا ہے اور ہچکیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ جن جگہوں پر فراقِ مرشد یا مرشد کے حضور حاضری کا ذکر ہے۔ ان مقامات پر قاری تڑپ اٹھتا ہے۔ کتاب کا انداز دلنشیں اور مؤثر ہے۔ کتاب کیا ہے، عاشقوں کے لئے درد کا درمان،

ہے مرشدوں کے لئے مرشد ہے۔ اردو زبان میں شائد ہی کوئی کتاب تصوف کے موضوع پر اس کے ہم پلہ ہو۔

بیربل شریف کی خانقاہ پنجاب بھر میں مشہور ہونے کے باعث آپ کے پاس ہر قسم کے فتوے اور مقدمات آتے تھے اور حضور کے فیصلے اور فتوے اسقدر جامع ہوتے کہ بڑے بڑے علماء و فضلاء انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ اتنی بڑی مصروفیات کے علاوہ لاہور سے ماہنامہ "سلسبیل" جاری کر دیا۔ جس میں تصوف کے موضوع پر حضور کے قلم گوہر بار سے بلند پایہ مضامین نکلا کرتے تھے۔ یہ ماہنامہ آج بھی بڑی آب و تاب سے تصوف کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہے۔ "سلسبیل" میں مضامین کے علاوہ آپ نے بہت سی کتب بھی لکھیں مثلاً "انقلاب الحقیقت۔ صراطِ مستقیم۔ زنبیل عمر وغیرہ وغیرہ۔

مرشد کے حضور آپ کو کسقدر قبولیت حاصل تھی۔ حضور کے اپنے الفاظ میں سنیئے:

"ابتدا میں مجھے زیادہ تر مسجد میں ٹھہرنے کا ارشاد ہوتا۔ جب کبھی حاضر ہوتا تو آپ دیکھتے ہی فرماتے کہ مسجد میں جا کر ٹھہرو۔ لیکن جوں جوں طبیعت اصلاح پذیر ہوتی گئی۔ مکان پر ٹھہرنے کی اجازت بخشتے گئے یہاں تک کہ دن بھر ٹھہرنے کی مجھے اجازت تھی کہ پیچھے کی منزل میں بیٹھا رہوں اور آپ کی ہر ایک مجلس کا لطف اٹھا سکوں۔ حالانکہ عوام سے ایک ہی دفعہ ملاقات فرماتے ایک ہی بار کلام فرماتے۔

ایک روز بالا خانے پر بلایا۔ بیٹھتے ہی فرمایا کہ جی تو چاہتا ہے کہ الگ بلوایا کروں، پیچھے اوروں کو بھی فائدہ ہو جاتا ہے۔ اچھا نیچے بیٹھیں، میں آتا ہوں۔" (انقلاب حقیقت ص۱۲۱)

حضرت کی زندگی نہائت سادہ اور سراپا عجز و نیاز تھی۔ آپ حج بیت اللہ کی سعادتِ عظمیٰ سے بھی فیض یاب ہوئے تھے۔ سخاوت میں بے مثل، علم میں بے بدل۔ طبیعت فقیروں جیسی، چال شہنشاہوں جیسی۔ دعا مانگتے وقت ہاتھ اسقدر لمبے فرماتے کہ گمان ہوتا تھا کہ اجابت ابھی ابھی ساتھ ہی آئیگی۔

حضرت کے دو صاحبزادے آپ کی حیات طیبہ میں ہی چھوٹی عمر میں دائمی اجل کو لبیک کہہ گئے تھے۔ ساٹھ سال کی عمر میں تیسرے صاحبزادے حضرت خالد سیف اللہ پیدا ہوئے، جن کو حضرت نے دینی تعلیم کے علاوہ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ اے بھی کروا دیا۔ جناب ماشاء اللہ تعالےٰ جوان اور سجادہ نشین ہیں۔ ۹ رجمادی الاوّل ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۶ر اگست کو حضرت نے وفات پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

کشتگان عشق و محبت

بشکریہ ماہنامہ سلسبیل لاہور

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے وقت امیر خسروؒ کا قیام بنگال میں تھا پورے چھ مہینے بعد دلی پہنچے۔ ۱۸ ربیع الثانی کو حضرت سلطان المشائخؒ کی وفات ہوئی تھی ۱۷ شوال کو حضرت امیر خسروؒ دلی آئے۔ جہاں حضرت امیر کا مزار اقدس ہے۔ یہاں تک گئے تھے کہ لوگوں نے آگے بڑھنے سے روکا کہا کہ حضرت سلطان المشائخ فرما گئے ہیں کہ خسروؒ میری قبر کے قریب پہنچ گیا تو شریعت میں رخنہ پڑ جائے گا۔ حضرت امیر خسروؒ نے وہیں کھڑے کھڑے یہ شعر پڑھا

گوری سووے سیج پر مکھ پر ڈالے کیس
چل خسرو گھر اپنے، شام بھئی پر دیس

شعر پڑھ کر گرے اور دم دے دیا۔

(تاثرات از ملا واحدی دہلوی)

حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ایک روز دکان پر بیٹھے تھے کہ ایک بزرگ ادھر سے گذرے۔ وہ آپ کی آن بان اور شان و شوکت دیکھ کر وہیں ٹھٹھک گئے۔ اور آپ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے۔ آپ اس وقت بڑی گہری سوچ میں تھے۔ بزرگ کو اپنی طرف گھورتے ہوئے دیکھا تو بولے۔ "بابا! دیوانوں کی طرح ادھر کیوں دیکھتے ہو، جاؤ اپنی راہ لو" بزرگ نے جواب دیا، یہاں سے ہر ایک چلا ہی جائے گا۔ میں بھی اور تم بھی۔ لیکن میں تو اپنے ہلکے بوجھ کی وجہ سے بسہولت جاؤں گا، کیونکہ میری بساط تو صرف یہی کمبل ہے۔ لیکن آپ اتنے ساز و سامان کے ساتھ کیسے جا سکیں گے؟"

فقیر کی ان عارفانہ باتوں نے آپ کو چونکا دیا۔ پھر آپ نے پوچھا۔ تم یہاں سے کیسے جاؤ گے؟ یہ سنتے ہی بزرگ نے اپنا کمبل سرہانے کے نیچے رکھا اور زمین پر لیٹ کر کہا۔ "دیکھو ایسے"

جب آپ نے اس کی طرف دیکھا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی اور صرف جسم بے جان پڑا تھا۔ اس واقعہ سے آپ پر رقت طاری ہو گئی اور دکان کا سب ساز و سامان

لٹا کر حلقۂ درویشاں میں داخل ہو گئے۔

حضور سرورِ کائنات کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروقؓ اور علی مرتضٰیؓ حضرت اویس قرنیؒ کے پاس پہنچے تو دورانِ گفتگو حضرت اویسؒ نے سوال کیا، کہ آپؓ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست ہیں، بتاؤ اُحد کے میدان میں جب آپؐ کے دندان مُبارک شہید ہوئے تو وہ کون سے دانت تھے؟ اور کیوں آپ نے موافقت کے لئے اپنے دانت توڑ نہ ڈالے؟ اس کے بعد اویسؒ نے اپنا منہ کھول کر دکھایا۔ کہ سب دانت ٹوٹے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں نے اپنے سب دانتوں کو توڑ ڈالا۔ تب جا کر مجھے قرار آیا۔ اس بات کو سُن کر جناب فاروقؓ اور مرتضٰیؓ پر رقت طاری ہو گئی اور کہنے لگے کہ منصبِ ادب کچھ اور ہی شے ہے۔

ایک دفعہ حضرت ذوالنون مصریؒ کے دوستوں نے آپؒ کو روتے ہوئے دیکھا۔ پوچھنے پر آپؒ نے فرمایا، کہ کل سجدہ کی حالت میں مجھ کو نیند آ گئی، اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، جو مجھے مخاطب کر کے فرما رہے تھے۔ کہ میں نے دنیا کو پیدا کر کے مخلوق کے پیش کیا، تو نو حصّہ مخلوق نے دُنیا کو قبول کر لیا۔ مگر ایک حصہ نے پرواہ نہ کی، پھر ترک کرنے والے حصّے کے دس حصّے ہو گئے، ان پر بہشت کو پیش کیا تو نو حصّوں نے بہشت کو قبول کر لیا، مگر ایک حصہ نے پرواہ نہ کی، پھر اس کے بھی دس حصّے کئے گئے، تو میں نے اُن کو دوزخ پیش کی، چنانچہ نو حصّے تو ڈر کر بھاگ گئے، مگر ایک حصّے نے بالکل پرواہ نہ کی، آخر میں نے اُس حصّے سے پُوچھا، کہ بندو آخر تم کیا چاہتے ہو؟ یہ سُن کر سب نے سر جھکا لیا اور کہا خداوندا، جو ہم چاہتے ہیں، تو بہتر جانتا ہے۔

ایک صوفی جنگل میں جا رہے تھے، کہ ایک طرف رونے کی آواز آئی۔ صُوفی اُس طرف گئے تو دیکھا۔ کہ ایک دس گیارہ سالہ بچّہ رو رہا ہے۔ صوفی نے ماجرا پوچھا تو بچّہ کہنے لگا، صُوفی صاحب! میں نے ایک عالم سے سُنا ہے، کہ گنہگاروں کو دوزخ میں پھینکا جائے گا۔ ایک دن میں نے گھر میں اپنی والدہ کو چولہے میں آگ جلاتے دیکھا، جب بڑی لکڑیوں کو آگ نہ لگتی تھی تو وہ بڑی لکڑیوں کے نیچے چھوٹی لکڑیاں لگاتی تھی: تاکہ ان کے ذریعے بڑی لکڑیوں کو بھی آگ لگ جائے، جب میں نے یہ ماجرا دیکھا، تو دل میں یہ خیال پیدا ہوا، کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوزخ میں ابوجہل اور ابولہب وغیرہ کو آگ نہ لگے اور اللہ تعالیٰ میرے جیسے بچوں کو اُن کے نیچے پھینک دے۔ اے صوفی! میں اسی بات کے پیشِ نظر روتا ہوں۔ یہ سُن کر صوفی کی چیخ نکل گئی اور زبانِ حال سے کہنے لگا۔ ؎

کتھوں ایڈے درد لیئوای درداں والیا یارا
دس دکان اساں نوں وی اوہ بنی دلال ہمارا

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے پُوچھا کہ آپؒ کس کے بندہ ہیں، یہ سُن کر آپؒ کانپنے لگے اور گر پڑے، کچھ عرصہ بعد جب حالت سنبھلی تو یہ آیت پڑھی۔ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا۔

لوگوں نے کہا، آپؒ پہلے ہی یہ آئت شریف تلاوت فرما دیتے، فرمایا، مجھے ڈر لگتا ہے۔ اگر میں کہوں کہ اُس کا بندہ ہوں، تو وہ حقِ بندگی طلب کرے گا۔ اگر کہوں کہ اُس کا بندہ نہیں، تو میں کہہ نہیں سکتا۔ پھر لوگوں نے پوچھا، کہ آپؒ اپنی زندگی کیسے بسر کرتے ہیں؟ فرمایا میرے پاس چار سواریاں ہیں۔ جب مجھ پر کوئی سختی آتی ہے، تو شکر کی سواری پر بیٹھ کر اُس کے سامنے جاتا ہوں۔ جب کوئی طاعت ظہور میں آتی ہے، تو اخلاص کی سواری پر بیٹھ کر سامنے حاضر ہوتا ہوں۔ اگر گناہ سرزد ہوتا ہے، تو توبہ کی سواری کو کام میں لاتا ہوں۔ جب کوئی بلا نازل ہوتی ہے، تو صبر کی سواری کام آتی ہے۔ پھر فرمایا کہ جب تک تم اپنی بیوی کو بیوہ عورت نہ سمجھو، اور فرزندوں کو یتیم خیال نہ کرو۔ رات کو کتوں کی طرح خاک پر نہ سوؤ، اس بات کی اُمید نہ رکھو کہ کل قیامت کے دن مَردوں کی صف میں حشر کیے جاؤ گے۔

حضرت عمارؒ فرماتے ہیں، کہ ایک رات میں گھر سے نکلا۔ ایک گھر کے دروازے پر میں نے سُنا کہ ایک شخص مناجات کر رہا تھا، خداوندا! یہ گناہ جو مجھ سے سرزد ہوا ہے، تیری نافرمانی سے نہیں بلکہ ابلیس کی مدد اور نفس کی راہزنی سے ہوا ہے۔ اگر تو میری دستگیری کرے گا، تو کون کرے گا۔ اگر تو درگزر نہ کرے گا تو میں ان گناہوں کو کہاں لے جاؤں، یہ مناجات سُن کر مجھ کو رونا آگیا اور میں نے اُس وقت یہ آیت پڑھی۔

یا ایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم
واھلیکم نارًا وقودھا الناس

جب صبح کو میں اُدھر سے گزرا تو دیکھا، کہ اس مکان میں شور و غل ہو رہا ہے، صاحبِ خانہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اُسکا لڑکا خوفِ الٰہی سے فوت ہو گیا ہے، کیونکہ رات کسی شخص نے یہاں آئت پڑھی تھی اور اسکا لڑکا نعرہ مار کر مر گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا، کہ لڑکے کا قاتل میں ہی ہوں۔

ایک دفعہ حضرت سری سقطیؒ کی مجلس گرم تھی، اتنے میں خلیفۂ وقت کا ایک مصاحب احمد نام بڑی شان و شوکت کے ساتھ ادھر سے گزرا۔ اُس وقت آپؒ فرما رہے تھے کہ تمام کائنات میں انسان سے زیادہ ضعیف و کمزور کوئی شے نہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی گنہگار بھی نہیں۔ یہ بات تیر کی طرح احمد کی جان و جگر پر لگی، اور روتا ہوا گھر چلا گیا۔ دوسرے دن پھر آیا، مگر شان و شوکت نہ تھی، تیسرے دن درویشوں کا لباس پہنے آپؒ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کی بات نے میرے دل پر نشتر کا کام کیا ہے۔ اور دنیا کو سرد کر دیا ہے۔ میں خدا کی طرف جانا چاہتا ہوں، راستہ بیان کریں آپؒ نے فرمایا، دو راستے ہیں۔ ایک عام اور دوسرا خاص۔ احمد نے کہا دونوں راستے بیان کریں۔ آپؒ نے فرمایا، عام راہ شریعت کی ہے۔ شریعت حقہ کی پابندی کرو۔ اور خاص راہ طریقت کی ہے۔ پابندی شریعت کے علاوہ دنیا کو بھی ترک کر دو۔ یہ سن کر احمد جنگل کو نکل گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد ایک

بوڑھی عورت نہایت غمزدہ آپؒ کے پاس آئی اور کہا کہ میرا نوجوان خوبصورت بیٹا کچھ دنوں سے غائب ہے، آپؒ نے فرمایا کہ غم نہ کرو۔ سوائے خیر کے اور کچھ نہیں۔ جب وہ آئے گا، تو تم کو اطلاع دوں گا۔ کچھ عرصہ بعد وہ درویشانہ حالت میں آپؒ کے پاس آیا۔ آپؒ نے اس کی والدہ کو اطلاع دی۔ تھوڑے عرصے میں اس کی والدہ، بیوی اور بچے آگئے۔ احمد نے کہا کہ یا شیخ آپؒ نے ان کو اطلاع کیوں دی، فرمایا۔ میں وعدہ کرچکا تھا۔ ماں نے ہرچند اس کو گھر لے جانا چاہا مگر نہ گیا۔ اور ان کو روتا چھوڑ کر جنگل کی طرف نکل گیا۔ چند سال بعد عشاء کی نماز کے وقت ایک شخص آیا اور کہا کہ مجھ کو احمد نے بھیجا ہے۔ آپؒ گئے تو دیکھا کہ احمد کا اخیر وقت ہے۔ احمد نے آنکھ کھول کر دیکھا اور کہا کہ شیخ آپ وقت پر آئے، پھر انتقال کیا۔ آپؒ روتے ہوئے جنگل سے آئے، تاکہ کفن دفن کا سامان کریں۔ شہر میں آواز آئی کہ جو شخص خدا کے خاص ولی کی نماز جنازہ پڑھنا چاہے۔ وہ قبرستان شونیزیہ کی طرف جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بہت عجب حال ہوا، اس قدر غم واندوہ لاحق ہوا کہ حدِ بیاں سے باہر ہے۔ پتھروں سے سر ٹکراتے، دریاؤں میں غوطے کھاتے، جنگلوں میں گریاں پھرتے۔ لیکن تقدیر کے بغیر کس طرح فوت ہوتے، گھبرا کر، کثرتِ غم کی تاب نہ لا کر اور حواس باختہ ہو کر شام کی طرف چلے گئے اور وہاں کچھ مدت سرگرداں و پریشان حال پھرتے رہے۔ آخر خیال آیا کہ ہمارے محبوب سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم تو مدینہ شریف کی مبارک مٹی میں مدفون ہیں، اور میں شام میں پھرتا ہوں۔ فوراً چل پڑے، مدینہ منورہ میں صحابہ کرام رضؓ نے اذان دینے کی درخواست کی، کہا محبوب یار سامنے نہیں ہے، اذان کا مزہ کیا۔ میں تو زندگی سے بیزار ہوں“ ؎

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اصرار کیا۔ بلالؓ نے مجبوراً اقرار کیا۔ مسجد نبویؐ میں اذان کی صدا گونجی، اللہ اکبر کی ندا سے مدینہ گونج اٹھا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوگئے ہیں۔ تبھی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ اذان دے رہے ہیں۔ جب اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ زبان سے نکلا تو عجیب حالت طاری ہوگئی شہر میں شور مچ گیا۔ سب کے دل میں اس درد بھری آواز کا ایسا اثر ہوا کہ سب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ جب بلالؓ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے الفاظ تک پہنچے تو دھم سے زمین پر گر پڑے اور اذان مکمل نہ ہو سکی۔

مولانا ناصر تخلص احمد خاں میکش راوی ہیں کہ جب مسجد وزیر خاں لاہور میں علماء کے مابین حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم

غیب کے موضوع پر مناظرہ ہونا قرار پایا اور فریقین میں شرائط مناظرہ طے نہ ہونے کی وجہ سے بحث زیادہ طول پکڑ گئی تو معززین لاہور کے ایک وفد نے حضرت علامہ اقبالؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ فریقین کے چیدہ چیدہ علماء آپ کے سامنے آ کر مناظرہ کریں اور آپ جو فیصلہ سنائیں۔ وہ عوام الناس کو سنا دیا جائے۔ علامہ مرحوم نے جب معززین سے یہ بات سنی تو بے اختیار ہو کر زار زار رونے لگے۔ جب آپ کی طبیعت بحال ہوئی تو حاضرین نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ مرحوم فرمانے لگے کہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج کچھ علماء حضورؐ (فداہ امی وابی، روحی وجسدی) کے علم کو ناقص ثابت کرنے کے لیے آئے ہیں۔ مجھے آپ لوگوں کے ایمان پر تعجب ہے کہ آپ مجھ سے یہ فیصلہ چاہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ناقص سمجھا یا کامل۔ میرا تو یہ ایمان ہے۔ ؎

چشم او بر زشت و خوب کائنات
در نگاہ او عیوب کائنات

(مقام مصطفےٰ ملک شبیر محمد اعوان)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک دن حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیٹھے بیٹھے بول اٹھے۔ جمعرات کا دن، جمعرات کا دن، اس کے بعد اس قدر روئے کہ زمین کی کنکریاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے پوچھا جمعرات کے دن کا کیا مطلب؟ کہنے لگے کہ اس دن حضورؐ کے مرض الموت نے شدت اختیار کی تھی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایام خلافت میں رات کو گشت کے لیے نکلے۔۔۔ ایک مکان کے قریب سے گزرے تو آواز آئی۔ ایک عورت روئی دھنک رہی تھی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

- "محمدؐ پر ابرار کے درود!
- ان پر پاک لوگ اور نیک لوگ درود پڑھ رہے ہیں!
- وہ تو راتوں کو جاگنے والے اور سحر کو رونے والے تھے!
- موت تو بہت طرح سے آتی ہے، اے کاش!
- مجھے یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد مجھے حضور کی زیارت نصیب ہو گی!

یہ اشعار سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ وہیں بیٹھ گئے، روتے رہے، آنسوؤں سے منہ دھوتے رہے۔ ان اشعار نے حضورؐ سے جدائی کے زخم ہرے کر دیئے۔ اس صدمے سے بیمار ہو گئے اور کافی روز تک صاحب فراش رہے۔

(قاضی سلیمان منصور پوری)



تبصرہ

دیوانِ محمدی المسوم بہ انوارِ فریدی

حضرت مولانا محمد یار صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ کو کون نہیں جانتا۔ آپ اپنے زمانے کے نہ صرف جید عالم تھے بلکہ صاحب باطن اور صاحب ارشاد بھی تھے، آپ کا وعظ بڑا بلیغ اور موثر ہوتا تھا مثنوی مولانا روم کے اشعار بڑی لے سے پڑھتے تھے۔ آپ بڑے بڑے عظیم الشان جلسوں اور عرسوں کے اجتماعات میں بلائے جاتے اور لوگ آپ کا وعظ سننے کے لئے پروانہ وار جوق در جوق کھنچے چلے آتے چشتی سلسلہ میں آپ کو خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ زیر نظر دیوان آپ کے باطنی کمالات کا مظہر اور آئینہ ہے۔ دیوان میں آپ نے اردو فارسی اور ملتانی زبان میں۔ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بہت نعتیں لکھی ہیں۔ اور اس کے علاوہ اپنے پیر اور کئی بزرگوں کی مدحت میں مناقب بھی لکھے ہیں۔ اشعار میں آمد ہی آمد ہے اور ایک ایک مصرع پر معنی ہے۔ یہ دیوان مندرجہ ذیل پتہ سے منگوایا جا سکتا ہے۔

بمقام: گڑھی اختیار خاں تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خاں آستانہ عالیہ دربار محمدیہ ڈاک خانہ خاص:

اپیل یوم خلیفہ سوئم امام مظلوم سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضؓ

امام مظلوم سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے دیارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو نہایت مظلومی کی حالت میں جام شہادت نوش فرمایا۔

لہٰذا جملہ اہل ایمان کا دینی فریضہ ہے کہ ان کی یاد منائیں۔ اور ان کی شایان شان نیاز۔ نذر۔ جلسے جلوس اور قرآن خوانی کی مجالس وغیرہ کا اہتمام کریں۔

اخبارات اس دن خصوصی نمبر شائع کریں۔ ریڈیو۔ ٹی وی کم از کم ایک ہفتہ تک علمائے اہل سنت کے ذریعہ ان کے واقعات شہادت نیز ان کی سیرت مقدسہ قوم کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ مسلمانوں میں اسلام کے لئے ہر قسم کی مالی اور جانی قربانی کا جذبہ پیدا ہو سکے۔ اور یہ قوم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو باعزت بنا سکے۔ منجانب:- انجمن عاشقان رسولؐ الطاف کمرشل سینٹر بالمقابل بلاک ۱۳ سیکٹر ۵ نیو کراچی

تبصرہ

ماہنامہ "مہر و ماہ" لاہور۔
خاص اشاعت۔ "یادگارِ فضل" (پیر فضل گجراتی نمبر)
طباعت و کتابت۔ نہایت خوبصورت، کاغذ نیوز۔ سرورق سہ رنگہ، ضخامت ۱۷۰ صفحات
قیمت پانچ روپیہ۔ خاص نمبر۔ سالانہ چندہ بارہ روپیہ۔ عام شمارہ ایک روپیہ۔
ملنے کا پتہ:۔ دفتر ماہنامہ "مہر و ماہ" چوک متی لاہور۔

ماہنامہ "مہر و ماہ" لاہور عرصہ اٹھارہ سال سے سیّد فدا حسن فدؔا کی زیرِ ادارت، اور مخدومی ادیب الملک حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ کے تعاون سے مذہب و ملّت کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ یہ ماہنامہ کئی خاص نمبر شائع کر کے علمی، ادبی اور مذہبی حلقوں سے اپنی خدمات و انفرادیت کا لوہا منوا چکا ہے۔

زیرِ نظر شمارہ سوہنی کے سوہنے شہر گجرات کی مشہور خانقاہ حضرت شاہدولہ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین، نامور پنجابی شاعر پیر فضل شاہ گجراتی مرحوم کی یاد میں شائع کیا گیا ہے۔ جس میں موصوف کی ادبی کاوشوں جگر سوزیوں کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔ پیر صاحب کے "تغزل" میں تصوف کی چاشنی نمایاں ہے اور ان کا ایک ایک شعر قلب و جگر کو متاثر کرتا ہے۔

اس نمبر میں ہر مکتبۂ فکر کے نامور اہلِ قلم حضرات نے مختلف زاویوں سے اُن حقائق پر روشنی ڈالی ہے جو موصوف کی فنی حیثیت کا طرّۂ امتیاز اور جو ان کی مادری زبان سے والہانہ شیفتگی، اور پُرخلوص محبت کا تقاضا ہیں۔ احمد ندیم قاسمی، میاں محمد الدین کلیمؔ، سیّد نور محمد قادری، منوّ بھائی، حفیظ تائبؔ، رؤف شیخ اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری جیسے بالغ النظر اور پختہ قلم حضرات کی نگارشات اس نمبر کا حاصل ہیں۔

موصوف کی زندگی میں بھی زیرِ نظر ماہنامہ نے ۱۹۶۵ء میں "اذکارِ فضل" کے نام سے خاص نمبر شائع کر کے ایک اچھی روایت قائم کی تھی۔ جس کی تقلید اب بہت سے جرائد کر رہے ہیں۔ پنجابی ادب سے لگاؤ رکھنے والے حضرات کے لیے یہ نمبر قیمتی سرمایہ ہے۔

(تبصرہ نگار محمد صادق قصوری)

تبلیغی جلسے

ہمارے سلسلہ کے یارانِ طریقت بغرض ثواب اور حضرت امیر ملت قدس سرہ کی تبلیغی سنت کو پائندہ رکھنے اور آپ کی روح پاک کو ایصال ثواب کرنے کے لئے ہر سال عرس کرتے ہیں اور حضرات علی پور شریف جبکہ یاران طریقت پر خلوص عقیدتمندانہ التجا کرتے ہیں۔ تو بغرض تبلیغ دین ان کے عرسوں اور جلسوں میں تشریف لیجاتے ہیں۔ ذیل میں ہم ایسے ہی چند مقامات کا ذکر کریں گے۔

قصور اندرون تیلں والہ گیٹ، قصور میں چار شوال المکرم کو حضرت مولنا محمد حسین رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کا حضرت مولنا الحاج حافظ نور احمد صاحب کے مکان پر سالانہ عرس شریف ہوا۔ صبح کو دوپہر تک قرآن خوانی ہوئی۔ متعدد بار ختم قران پاک ہوا۔ رات کو بعد از نمازِ عشاء کئی قاریوں نے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ اور پھر نعت خوانوں نے نعتیں پڑھیں۔ اسکے بعد حضرت مولنا الحاج جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی علی پوری نے ایصال ثواب کے موضوع پر مدلل وعظ فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت مولنا حافظ نور احمد صاحب نے اتباع رسول کے موضوع پر وعظ فرمایا۔

چاہ روڑہ سنگھ والا ۶ شوال المکرم کو حضرت جوہر الملت چاہ روڑہ سنگھ والا میں تشریف لے گئے۔ یہاں بھی ہر سال یاران طریقت حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عرس شریف بڑے شوق سے مناتے ہیں۔ عصر کی نماز کے بعد تا شام نعت خوانی ہوئی رات کو عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں حضرت مولنا علامہ مفتی عبد الغفور الوری شیخ الحدیث جامع فیاض العلوم راے ونڈ نے فضائلِ اولیا پر جامع اور مدلل وعظ فرمایا اس کے بعد اس ناچیز غلام رسول گوہر نے بھی اس موضوع پر اظہارِ خیال کیا۔ پھر حضرت جوہر الملت نے اتباعِ رسول پر مدلل وعظ فرمایا۔

مقبول پور ضلع لائل پور مقبول پور ضلع لائل پور میں حضرت سراج الملت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا: جناب پیر سید محمد طفیل شاہ صاحب نے بڑے شوق سے مورخہ ۲۶،۲۷ اکتوبر بروز جمعہ ہفتہ سالانہ عرس کیا۔ اس عرس شریف پر گذشتہ سالوں کی طرح بہت عقیدتمند حاضر ہوئے۔ لنگر کا انتظام بہت معقول تھا۔ ہر ایک کو بڑی آسانی سے عمدہ پُر تکلف کھانا پلاؤ زردہ گوشت کھلایا گیا۔ صبح کے

وقت چائے بھی سینکڑوں آدمیوں کو پلائی گئی۔ جناب پیر سید محمد طفیل شاہ صاحب ہر سال اس عرس پر بڑی فراخدلی سے خرچ فرماتے ہیں۔ اس دو دن کے تبلیغی اجلاس میں متعدد نعت خوانوں نے نعتیں اور قصائد پڑھ کر سنائے۔ اور حضرت مولانا الحاج پیر سید افضل حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی علی پوری اور جناب مولانا عبدالغفور لاہوری اور اس ناچیز غلام رسول گوہر نے وعظ کیا۔ نعت خوانوں میں جناب صوفی محمد اسماعیل صاحب قصوری اور جناب صوفی محمد حسین صاحب لاہوری قابلِ ذکر ہیں۔

پتن کے موضع پتن کے جو مقبول پور سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ مولوی محمد اسحاق صاحب اپنے والد مولوی اللہ رکھا صاحب کا جو ایک صالح مرد تھے اور لوگوں کو ان سے بہت فیض پہنچتا تھا۔ عرس کرتے ہیں۔ جس پر کئی نعت خوان اور بہت علماء کرام بڑے شوق سے آتے ہیں حسب دستور سابق اس سال بھی مورخہ ۲۹ - ۳۰ اکتوبر بروز اتوار، پیر سالانہ عرس منایا گیا۔ دوپہر کے بعد تلاوتِ قرآن۔ مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں کے متعلم محمد حنیف نے کی۔ صوفی محمد اسماعیل صاحب قصوری نے نعت اور قصیدہ پڑھا۔ بعد ازاں اس ناچیز نے فضائل اولیاء پر وعظ کیا۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد جناب محمد یونس صاحب چشتی، مقیم گوجرہ نے اور صوفی محمد اسماعیل اور دیگر کئی نعت خوانوں نے نعت خوانی کی اور حضرت مولانا الحاج نقیب الملت پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب نے اور حضرت مولانا الحاج پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے وعظ فرمایا۔ اس ناچیز راقم الحروف نے حضرت امیرِ ملت کی شان میں جناب اظہر صاحب کا قصیدہ پڑھ کر سنایا۔

چک ۲۳۹ ج ب لائلپور چک ۲۳۹ ج ب میں جناب نور محمد کے زیر اہتمام ہر سال عرس ہوتا ہے۔ اس سال بھی حسب دستور سابق ۴ شوال المکرم بروز پیر زیر صدارت مولانا الحاج شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب سالانہ عرس مبارک ہوا۔ جس میں حضرت مولانا الحاج نقیب الملت پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب نے اعلیٰ حضرت امیر ملت کے فضائل میں مؤثر وعظ کیا اور جناب مولانا الحاج پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے نماز اور اتباع رسول پر مدلل وعظ سنایا۔ مولانا عبدالرحمان صاحب نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اس عرس شریف میں حضرت مولانا الحاج پیر سید امداد حسین شاہ صاحب نے بھی حاضرین مجلس کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ صوفی محمد اسماعیل صاحب نے نعت اور مولانا گوہر صاحب کا مشہور قصیدہ مبارکہ پڑھ کر سنایا۔ حاضرین جلسہ کو کھانا کھلانے کے لئے لنگر کا انتظام وسیع اور بہت معقول تھا۔

مختلف چکوں کا دورہ

حضرت مولانا الحاج پیر سید افضل حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے ان عرسوں سے فارغ ہو کر پیر بھائیوں کے پیہم اصرار سے مختلف چکوں کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ جس میں بعد نماز عشاء اور بعد نماز صبح۔ آپ اور یہ ناچیز غلام رسول گوہر حاضرین جلسہ کو وعظ سناتے رہے اور تلاوت قرآن پاک اور نعت خوانی۔ محمد حنیف صاحب متعلم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں کرتے رہے۔ اس سفر میں حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے ہر دو خادموں جناب حافظ نور احمد صاحب اور عزیزم محمد حنیف صاحب نے فرائض خدمت اور امور مفوضہ کو خوب سرانجام دیا۔ اللہ تعالے ان کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

اخبار آستانہ عالیہ علی پور شریف

اعلیٰ حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب یاران طریقت عارف والا کے پیہم اصرار سے عارف والا کے علاقہ میں عقیدتمندوں کو اپنے فیوضات سے مستفیض فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ کراچی تشریف لے جائیں گے اور موسم سرما آپ وہیں تشریف فرما رہیں گے۔ حضرت مولٰنا جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب علی پور شریف ہیں۔ حضرت پیر سید نذر حسین شاہ صاحب رمضان شریف سے پہلے مدینہ شریف روضہ اقدس کی حاضری کے لئے گئے تھے۔ گذشتہ ماہ ۲۶ اکتوبر کو آپ علی پور شریف تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت مولٰنا الحاج پیر سید منور حسین شاہ صاحب اور مولٰنا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب حج سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائیں گے۔ حضرت مولٰنا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب علی پور شریف رونق افروز ہیں۔

۱۔ دنیا میں ہر چھوٹے گناہ کو بھی بہت بڑا گناہ خیال کر کہ گندم کے ایک دانے نے آدم کو فردوس سے باہر نکالدیا۔
۲۔ دلی سکون خواہشات کے پورا ہونے میں نہیں بلکہ خواہشات کے رد کرنے میں ہے۔
۳۔ اس بات کا خیال نہ کر کہ کون کہتا ہے بلکہ یہ دیکھ کہ وہ کیا کہتا ہے۔
۴۔ تین شخص سب سے زیادہ مغضوب ہیں۔ ۱۔ فقیر متکبر ۲۔ بڈھا زانی ۳ بدکار عالم۔
۵۔ مومن کے اوقات تین حصوں پر منقسم ہوتے ہیں ایک حصے میں وہ اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے۔ دوسرے حصے میں اپنے نفس کا جائزہ لیتا ہے۔ تیسرے حصے میں حقوق انسانی کو مباح اور حلال طریقے سے پورا کرتا ہے۔

راجہ رحمن خاں جماعتی نقشبندی۔ لائل پور